(تحقیقی مجلہ) تناظر
e-ISSN: 2790-8208
p-ISSN: 2790-8194
TANAZUR (Research Journal)
Volume 05, Issue 04,
Oct.-Dec. 2024
Published by: IRRP, PAKISTAN
URL: www.tanazur.com.pk

فقہِ اسلامی کی روشنی میں عائلی زندگی و مہر کی حیثیت

Status of Domestic life and Mahr in the Perspective of Islamic Jurisprudence

Author (S)	Dr. Wajid Irshad
Affiliation	Visiting Lecturer at Kips college GCU Campus Daska. wajid.babber018@gmail.com

Citation:	*Dr. Wajid Irshad (2024).* - فقہِ اسلامی کی روشنی میں عائلی زندگی و مہر کی حیثیت - Status of Domestic life and Mahr in the Perspective of Islamic Jurisprudence. *TANAZUR, Vol. 05, No. 04, pp. 680- 707*

Received: 27/10/2024
Reviewed: 14/12/2024
Accepted: 26/12/2024
Published: 31/12/2024

https://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/article/view/527

Author(s) declared no conflict of interest

TANAZUR-RJ0080PAK

Licensing:
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License.

فقہِ اسلامی کی روشنی میں عائلی زندگی و مہر کی حیثیت

Status of Domestic life and Mahr in the Perspective of Islamic Jurisprudence

واجد ارشاد[1]

Abstract:

In today's age, dowry (mahr), which is obligatory among the jurists, if the dowry (mahr) has not been determined, then it will be paid as a dowry (mahr), but Islam does not require that the bridegroom take so much dowry (mahr)that he himself should be mortgaged, nor should it be so low that a woman feels shy to receive it, most of the married couples and the daughter of Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) had a dowry (mahr)of 500 dirhams, which is worth millions today. According to the middle class people spend lakhs of rupees on the occasion of marriage and marriage but they are victims of inflation with reference to dowry (mahr), since human beings are by nature madani al-taab, they cannot live alone in the society, the religion of Islam which Being a natural religion, it has laid down regular rules to fulfill the natural requirements, keeping in mind the human nature, issued orders for the protection of morals and chastity, which are known as family orders. Marriage is the first brick of family life. Allah Almighty has declared marriage as a source of love and compassion between spouses. It can be said that Haq Mehr is actually a practical reminder for the man that the woman he is marrying will provide for his needs until the end. It is also an expression of love from a man to a woman

Keywords: Status of family life and dowry (mahr) in Islam

تمہید:

عصر حاضر میں حق مہر فقہاء کے ہاں فرضیت کا درجہ رکھتا ہے، اگر مہر کا تعین نہ کیا گیا ہو تو اس میں مہر مثل ادا کیا جائے گا، لیکن اسلام کا مطلوب یہ ہر گز نہیں کہ دولہا سے مہر اتنا زیادہ لیا جائے کہ خود کو گروی رکھنا پڑ جائے اور نہ ہی اتنا کم ہو کہ عورت وصول کرنے میں خفت محسوس کرے، اکثر ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی لخت جگر فاطمۃ الزہراء کا مہر 500 درہم تھا، جس کی مالیت آج کروڑوں میں بنتی

[1] وزٹنگ لیکچرار، کپس کالج، جی سی یو، ڈسکہ

ہے، ہمارے ہاں ایک اندازے کے مطابق مڈل کلاس کے لوگ لاکھوں روپے شادی و بیاہ کے موقع پر خرچ کر دیتے ہیں لیکن مہر کے حوالہ سے افراط و تفریط کا شکار ہیں، انسان چونکہ فطرتی طور پر مدنی الطبع ہے، وہ معاشرے میں تنہا زندگی نہیں گزار سکتا، دین اسلام جو کہ ایک فطرتی مذہب ہے، اس نے انسانی فطرت ک ملحوظ رکھتے ہوئے، فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے با قاعدہ اصول وضع کئے ہیں، ایسے ہی اخلاق وعفت کے تحفظ کے لئے احکامات جاری فرمائے، جن کو عائلی احکام کے نام سے جانا جاتا ہے، نکاح عائلی زندگی کی پہلی اینٹ ہے، اللہ رب العزت نے رشتہ ازدواج کو زوجین میں محبت و شفقت کا ذریعہ قرار دیا ہے، اسلام رشتہ ازدواج کے آغاز سے ہی عورت کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ڈالتا ہے، جس کی پہلی قسط حق مہر کو کہا جا سکتا ہے، حق مہر حقیقت میں مرد کے لئے ایک عملی یاد دہانی ہوتا ہے کہ جس خاتون کے ساتھ وہ شادی کا بندھن باندھ رہا ہے تادم آخر اس کی ضروریات زندگی کو پورا کرے گا، ساتھ ساتھ یہ (حق مہر) مرد کی طرف سے عورت کے لئے محبت و الفت کا اظہار بھی ہے۔[2]

مہر کا معنی:

اہل لغت مہر کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

" مهراً المرأة اعطاها او جعل لها مهراً الصداق وهو ما يجعل للمراة من المال تنتفع به شرعاً وتنفقه معجلاً او موجلاً"[3]

(مہر یا صداق سے مراد وہ مال ہے جو عورت سے شرعی فائدہ اٹھانے پر جلدی یا تاخیر سے ادا کیا جائے)

الصداق:

"صداق المراة سمى ذلك لقوته وانه حق يلزم ويقال صداق وصدقه وصدقه"[4]

(لغوی اعتبار سے صداق کا معنی رغبت کے اظہار کے لئے مال خرچ کرنے کے ہیں، جبکہ اصطلاحی طور پر ایسا مال جو نکاح کی بنا پر مرد عورت کو ادا کرتا ہے)[5]

---

[2] صلاح الدین اصلاحی۔ اسلام میں نکاح کے قوانین۔ اسلامک پبلشنگ، لاہور، 2001، ص84۔
Ṣalāḥ al-Dīn Iṣlāḥī. Islām meṅ Nikāḥ ke Qawānīn. Islāmik Pablishing, Lāhaur, 2001, p. 84.

[3] لوئس معلوف۔ المنجد۔ المکتبۃ الشرقیہ، بیروت، 1986، ص777۔
Louis Maʿlūf. Al-Munjid. Al-Maktaba al-Sharqiyya, Bayrūt, 1986, p. 777.

[4] ابوالحسین، احمد بن فارس۔ معجم مقاییس اللغۃ۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1991، ص565۔
Abū al-Ḥusayn, Aḥmad ibn Fāris. Muʿjam Maqāyīs al-Lugha. Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Bayrūt, 1991, p. 565.

[5] الجزیری، عبدالرحمن۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ مترجم منظور احسن عباسی، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور، 1976، جلد4، ص175۔
al-Jazīrī, ʿAbd al-Raḥmān. Kitāb al-Fiqh ʿalā al-Madhāhib al-Arbaʿa. Tarjumān: Manẓūr Aḥsan ʿAbbāsī, Maḥkama Awqāf Panjāb, Lāhaur, 1976, vol. 4, p. 175

امام ابن الاثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

"صداق هي جمع صدقه وهو مهرا المرأة ومنه قوله تعالى واتو النساء صدقا تهن نحلة وفى راوية لا تغالوا في صدق النساء"[6]

(لفظ صداق "صدقۃ" کی جمع ہے جس کا معنی عورت کا مہر ہے، اور اللہ تعالی کا فرمان ہے تم عورتوں کو مہر دو ہنسی خوشی، ایسے ہی ایک روایت میں آتا ہے کہ عورتوں کے مہر میں حد سے تجاوز نہ کرو)

امام ابن قدامہؒ نے مہر کے "9" نام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

" الصداق، والصدقة، والمهر، والنحلة، والفريضة ، والأجر، والعلائق، والعقروالحياء "[7]

(صداق۔صدقہ۔مہر۔نحلہ۔فریضہ۔اجر۔علائق۔عقر۔حیاء)

محمد محی الدین عبد الحمید نے ان کے علاوہ دو اور نام "طولا" اور "نکاحا" کا بھی ذکر کیا ہے۔[8]

مذکور ناموں میں سے نحلہ، فریضۃ، الصدقۃ، اجر، طولا، اور نکاحا، قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں جبکہ مہر۔[9] علیقہ۔[10] عقر۔[11] اور صدقہ۔[12] احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

---

[6] ابن الاثیر، محمد الجزری۔النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر۔دار احیاء الکتب العربیہ، 1988، جلد3، ص18۔
Ibn al-Athīr, Muḥammad al-Jazarī. Al-Nihāya fī Gharīb al-Ḥadīth wa al-Athar. Dār Iḥyā' al-Kutub al-ʿArabiyya, 1988, vol. 3, p. 18.

[7] ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد۔المغنی۔مکتبۃ الریاض الحدیثیہ، الریاض، 1995، جلد6، ص279۔
Ibn Qudāma, Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn Aḥmad. Al-Mughnī. Maktabat al-Riyāḍ al-Ḥadīthiyya, al-Riyāḍ, 1995, vol. 6, p. 279.

[8] محمد محی الدین، عبد الحمید۔احوال الشخصیہ فی الشریعۃ الاسلامیہ۔المکتبہ التجاریہ الکبری، مصر، 1968، ص163۔
Muḥammad Muḥyī al-Dīn, ʿAbd al-Ḥamīd. Aḥwāl al-Shakhṣiyya fī al-Sharīʿa al-Islāmiyya. Al-Maktaba al-Tijāriyya al-Kubrā, Miṣr, 1968, p. 163.

[9] ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی۔سنن ترمذی۔بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1998، رقم الحدیث:1102۔
Tirmidhī, Abū ʿĪsā, Muḥammad ibn ʿĪsā. Sunan al-Tirmidhī. Bayrūt, Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998, Ḥadīth No. 1102.

[10] دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر بغدادی۔سنن دار قطنی۔بیروت: دار المعرفہ، 1966، جلد3، ص244۔
Dār Quṭnī, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn ʿUmar al-Baghdādī. Sunan Dār Quṭnī. Bayrūt: Dār al-Maʿrifa, 1966, vol. 3, p. 244.

[11] ابن ملقن۔البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والاثار۔جلد7، ص687۔
Ibn Mulqin. Al-Badr al-Munīr fī Takhrīj al-Aḥādīth wa al-Āthār. vol. 7, p. 687.

[12] حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری۔مستدرک علی الصحیحین۔ج:2، ص:193، بیروت: دار الکتب العلمیہ 1990ء

روایات میں یہ مفرد و جمع دونوں طرح مستعمل ہیں، البتہ لوگوں میں اس مقصد کے لئے لفظ "مہر" ہی معروف و مستعمل ہے، مہر کے لئے استعمال ہونے والے جملہ الفاظ کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مہر ایسا مالی ہدیہ (تحفہ) ہے جو شوہر اپنی بیوی کو خوش دلی سے پیش کرتا ہے اور یہ ازدواجی تعلقات میں باعث مودت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں "وجعل بینکم مودة ورحمة" کہہ کر خوش خبری کی نوید سنائی ہے۔[13]

مہر کتاب حکیم کی روشنی میں:

اللہ سبحانہ وتعالی نے کتاب ہدایت کی چوتھی سورہ النساء کی پہلی ہی آیت میں ازدواجی زندگی کو اپنی نشانی کے طور پر ذکر فرمایا ہے بعد ازیں ازدواجی زندگی کی تشکیل کا حکم دیا ہے، پھر بذریعہ نکاح عورت کو ملنے والے مالی فوائد بعض بالواسطہ اور بعض بلا واسطہ کا ذکر فرمایا ہے ،ارشاد ربانی ہے کہ:

"واتو النساء صدقا تھن نحلة"[14]

(اور تم عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی سے ادا کر دیا کرو)

اب غور کریں یہاں پر "اٰتُوا" کا لفظ بطور صیغہ امر بیان ہوا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مہر ایک فریضہ ہے، مہر خوش دلی سے ادا کرنا لازم ہے، کیونکہ قاعدہ ہے "الامر یقتضی ظاہرہ الایجاب"۔[15] یہاں پر امر کا صیغہ اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے وجوب کا تقاضا کر رہا ہے۔ لفظ "صدقہ" کے متعلق ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ:

"وسمی به لانه یظهر به صدق میل الرجل الی المراة"[16]

مہر کو صداق یا صدقہ کہنے کی وجہ یہ کہ "صدق" کے مادہ میں سچ کے معانی پائے جاتے ہیں، اور مہر کے ذریعہ چوں کہ خاوند اپنی بیوی کی طرف سچے میلان کا اظہار کرتا ہے اسی وجہ سے مہر کو صداق کہا جانے لگا، دور جاہلیت میں مہر اولیاء وصول کیا کرتے تھے، اور خاوند ادا کرتے ہوئے تلخی اور بادل ناخواستہ ادا کیا کرتا تھا، یہاں مخاطب اولیاء بھی ہو سکتے ہیں۔

Ḥākim, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin ʿAbd Allāh Nayshāpūrī. Al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1990. Vol. 2, p. 193.

[13] الروم، 21:30
Al-Rūm 21:30.

[14] النساء
Al-Nisāʾ.

[15] الجصاص، ابو بکر احمد بن الرازی۔ احکام القرآن۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:2، ص:186
Al-Jaṣṣāṣ, Abū Bakr Aḥmad bin al-Rāzī. Aḥkām al-Qurʾān. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Vol. 2, p. 186.

[16] مفتی شفیع عثمانی۔ معارف القرآن۔ ج:2، ص:299
Muftī Shafīʿ ʿUthmānī. Maʿārif al-Qurʾān. Vol. 2, p. 299.

علامہ آلوسیؒ رقم طراز ہیں کہ:

"والخطاب على ما هوا المتبادر للازواج ، واليه ذهب ابن عباس وجماعة واختاره الطبري والجبائي "[17]

(اور یہاں مخاطب اولیاء بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اگر مہر وصول کریں تو ان کو چاہئے کہ عورت کا حق اس کو ادا کریں نہ کہ خاتون کی مرضی کے بغیر یا پھر زبردستی معاف نہ کروایا جائے)

ابن العربیؒ بیان کرتے ہیں کہ:"ان المرادبه الأولياء "[18](اس سے مراد یہاں اولیاء ہیں)ارشاد ربانی ہے کہ:

"واحل لكم ما روآء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصين "[19]

آیت میں مذکور "ان تبتغوا باموالكم" کی تفسیر کے تحت علامہ بیضاویؒ لکھتے ہیں کہ:

"ان تبتغو النساء باموالكم بالصرف في مهورهن "[20]

(مال کے ذریعے عورتوں کا چاہنا یہ ہے کہ مال ان کے مہر کی ادائیگی میں صرف کیا جائے)

اس مال سے مقصود مالِ مہر یا پھر ملک یمین کی قیمت ہے۔[21] ایسی عورتیں جو دین اسلام میں محرمات بتلائی گئی ہیں ان کے علاوہ عورتیں چار شرائط کے ساتھ حلال ہوتی ہیں ان شرائط میں سے ایک شرط مال "مہر" بھی ہے، جو "ان تبتعو ابامو الكم" کے جملہ سے واضح ہوتا ہے۔[22] فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

"فاتوهن أجورهن فريضة"[23]

---

[17] آلوسی، شہاب الدین۔ روح المعانی۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج:3، ص:198
Ālūsī, Shihāb al-Dīn. Rūḥ al-Maʿānī. Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Vol. 3, p. 198.

[18] ابن العربی، ابو بکر محمد عبد اللہ۔ احکام القرآن۔ ص:316
Ibn al-ʿArabī, Abū Bakr Muḥammad ʿAbd Allāh. Aḥkām al-Qurʾān. p. 316.

[19] النساء،4:24 Al-Nisāʾ 4:24.

[20] بیضاوی، ناصر الدین۔ انوار التنزیل واسرار التاویل۔ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ج:1، ص:182
Bayḍāwī, Nāṣir al-Dīn. Anwār al-Tanzīl wa-Asrār al-Taʾwīl. Miṣr: Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, Vol. 1, p. 182.

[21] دریابادی، عبد الماجد۔ تفسیر ماجدی۔ مجلس نشریات قرآن، کراچی، ج:1، ص:717
Daryābādī, ʿAbd al-Mājid. Tafsīr Mājidī. Karāchī: Majlis Nashriyāt al-Qurʾān, Vol. 1, p. 717.

[22] محمد ظفیر الدین۔ اسلام کا ازدواجی نظام۔ طیب پبلشرز، لاہور 2003ء، ص:86
Muḥammad Ẓafīr al-Dīn. Islām kā Azdawājī Niẓām. Lāhaur: Ṭayyib Publishers, 2003, p. 86.

[23] النساء،4:24 Al-Nisāʾ 4:24.

(پس تم ان کے مقرر کردہ حق مہر دے دو)

"وقد فرضتم لهن فريضة"[24]

(اور تحقیق تم نے ان کے لئے کچھ مقرر کر رکھا ہے)

"قد علمنا ما فرضنا عليهم في ازواجهم"[25]

(تحقیق ہم نے فرض کیا ان (مردوں) پر ان کی بیویوں کی بابت)

فقہاء نے درج بالا آیت سے شرعی نکاح کے لئے مہر کو ضروری ٹھہرایا ہے، کیونکہ اس حوالہ سے بالصراحت الفاظ فرضیت وارد ہوئے ہیں، لہٰذا باالاتفاق ایسا نکاح جس میں مہر کی تعیین یا اظہار نہ کیا گیا ہو تو ایسے نکاح میں مہر مثل واجب ہو گا، ایسے ہی فریقین (خاوند، بیوی) میں سے مردوں کی عورتوں پر فوقیت کا سبب مالی ذمہ داریاں بھی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وللرجال عليهن درجة"[26]

(اور مردوں کے ان (عورتوں) پر ایک درجہ (فضیلت) حاصل ہے)

امام فخر الدین الرازیؒ رقم طراز ہیں کہ:

مرد کے ذمہ کچھ فرائض ہونے کی وجہ سے مرد کو عورت کی نسبت مرتبہ میں تفوق حاصل ہے، اور وہ "وهي التزام المهر والنفقة" (اور وہ مہر ونفقہ کا التزام ہے)[27]

مردوں کی قوامیت کا ایک سبب مہر اور نفقہ کی ادائیگی بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وبما انفقو امن اموالهم"[28] (اور اس وجہ سے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں)

مندرجہ بالا آیت کے ضمن میں علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ:

---

[24] البقرہ، 237:2   Al-Baqarah 2:237.

[25] الاحزاب، 50:33   Al-Aḥzāb 33:50.

[26] البقرہ، 228:2   Al-Baqarah 2:228.

[27] الرازی، فخر الدین۔ التفسیر الکبیر۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:5، ص:71
Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn. Al-Tafsīr al-Kabīr. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, Vol. 5, p. 71.

[28] النساء، 34:4   Al-Nisā̄ʾ 4:34.

اگر مرد عورت کا نفقہ وغیرہ استعمال کرنے سے عاجز ہو تو اس صورت میں مرد کی عورت پر قوامیت باقی نہیں رہے گی، جب قوام نہ رہے تو عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہو جاتا ہے، مطلب یہ کہ اس لحاظ سے کسوہ و نفقہ کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے فسخ نکاح کی ایک واضح دلیل ہے۔[29]

مذکور آیت کے ضمن میں امام فخر الدین الرازیؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"امر الله الرجال ان يدفعو اليهن المهر ويدرواليهن النفقة"[30]

(اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ عورتوں کو نفقہ اور مہر ادا کریں)

اوپر بیان کردہ آیت کے ضمن میں علامہ زمخشریؒ بیان کرتے ہیں کہ: مردوں کو عورتوں پر قوامیت مال کے باعث بھی حاصل ہے وہ جو عورتوں پر بطور مہر خرچ کرتے ہیں۔[31]

مہر سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں:

نبی مہربان ﷺ نے ہر بیوی کو مہر ادا کیا جس سے مہر کی اہمیت وافادیت کا پتہ چلتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"يا يها النبي انا احللنا لك ازواجك اللاتي اتيت اجورهن"[32]

(اے پیارے نبی ﷺ بلا شبہ ہم نے آپ کے لئے آپؐ کی وہ بیویاں حلال کیں ہیں جن کو آپؐ نے مہر ادا کیا)

مذکور آیت کے ضمن میں امام کاسانیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہاں "اجور"" سے مراد مہر ہے۔[33] ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ سے ازواج النبی ﷺ کے مہور کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمانے لگی کہ:

---

[29] القرطبی، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد۔ الجامع الاحکام القرآن۔ دار الکاتب العربیہ للطباعہ والنشر، القاہرہ، ج:5، ص:169

Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin Aḥmad. Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān. al-Qāhirah: Dār al-Kātib al-ʿArabiyyah li-al-Ṭibāʿah wa-al-Nashr, Vol. 5, p. 169.

[30] الرازی، فخر الدین۔ التفسیر الکبیر۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:5، ص:102

Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn. Al-Tafsīr al-Kabīr. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Vol. 5, p. 102.

[31] زمخشری، جار اللہ محمود بن عمر۔ تفسیر الکشاف۔ دار الکتب العربی، بیروت، ج:1، ص:505

Zamakhsharī, Jār Allāh Maḥmūd bin ʿUmar. Tafsīr al-Kashshāf. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿArabī, Vol. 1, p. 505.

[32] الاحزاب 50:33 Al-Aḥzāb 33:50.

[33] کاسانی، علامہ، ابو بکر، علاؤ الدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ج:2، ص:724

"کانت صداقۃ لازواجہ اثنتی عشرۃ اوقیۃ و نشاء قالت اتدری ماالنش ؟قلت لا قالت نصف اوقیۃ فتلک خمس مائۃ درھم فھذا صداق رسول اللہ ﷺ لازواجہ"[34]

(بارہ اوقیہ اور ایک نش، پھر پوچھنے لگیں کہ جانتے ہو "نش" کتنا وزن ہے، میں نے کہا نہیں، تو آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ نصف اوقیہ کو کہا جاتا ہے، کل ملا کر پانچ سو درھم بنتا ہے، پس یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مہر تھا)

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو جو مہر ادا کیا اس کے متعلق کتب سیرت میں مختلف اقوال ذکر ہوئے ہیں جن میں سے مشہور دو قول درج ذیل ہیں۔ ایک قول کے مطابق بارہ اوقیہ اور ایک نش مقرر کیا جس کی تائید مذکور روایت سے بھی ہوتی ہے۔

"وقد خطب الیکم رغبۃ فی کریمتکم خدیجۃ وقد بذل لھا من الصداق ما عاجلہ و آجلہ اثنتی عشرۃ اوقیۃ ونشاء ای وھو عشرون درھما والاوقیۃ اربعون درھما ای و کانت الاواقی والنش من ذھب کما قال المحب الطبری ای فیکون جملۃ الصداق خمس مائۃ درھم شرعی"[35]

(جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پیغام نکاح ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ اور ایک نش مہر مقرر فرمایا یعنی ایک اوقیہ 40 درھم اور نش 20 درھم کا تھا، اور اوقیہ و نش سونے کے تھے جیسا کہ طبری نے کہا ہے، یعنی کل ملا کر مہر 500 درہم مقرر ہوا)

دوسرے قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بیس جوان اونٹنیاں دی تھیں۔

"وکان صداقھا عشرین بکرۃ،وکانت اول امراۃ تزوجھا ولم یتزوجھا علیھا غیرھا حتی ماتت رضی اللہ عنہا"[36]

(حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر 20 کنواری اونٹنیاں متعین ہوا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی تھیں اور یہ ایسی بیوی تھیں جن کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئیں)

Kāsānī, ʿAllāmah Abū Bakr ʿAlāʾ al-Dīn. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ. Lāhaur: Markaz Taḥqīq Diyāl Singh Trust Library, Vol. 2, p. 724.

[34] امام ابو عبد اللہ، محمد بن یزید بن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ۔ دار الفکر، بیروت 1415ھ، کتاب النکاح، باب صداق النساء، رقم الحدیث:1886

Imām Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin Yazīd bin Mājah. Sunan Ibn Mājah. Bayrūt: Dār al-Fikr, 1415H, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Ṣadāq al-Nisāʾ, Ḥadīth No. 1886.

[35] السیرۃ الحلبیہ۔ دار الکتب العلمیہ، باب تزوجہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ بنت خویلد، ج:1، ص:202

Al-Sīrah al-Ḥalabiyyah. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Bāb Tazawwujihi ﷺ Khadījah bint Khuwaylid, Vol. 1, p. 202.

[36] سبل الھدی۔ زواجہ من خدیجۃ، دار الکتب العلمیہ، ج:1، ص:9

Subul al-Hudā. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Zawājuhu min Khadījah, Vol. 1, p. 9.

مذکور دونوں روایات میں تطبیق دی گئی ہے، اولاً ممکن ہے کہ وہ بیس اونٹ پانچ سو درھم کی مالیت کے ہوں، ثانیاً ممکن ہے کہ جناب ابو طالب نے 500 درھم دیا ہو اور نبی مہربان ﷺ نے 20 جوان اونٹنیاں اپنی طرف سے دی ہوں۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کے مہر کے متعلق آتا ہے کہ:

"ان النجاشی زوج ام حبیبۃ بنت ابی سفیان من رسول اللہ ﷺ علی صداق اربعۃ الاف درھم و کتب بذلک الی رسول اللہ ﷺفقبل"[37]

(نجاشی نے ام حبیبۃ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ سے کروادیا اور مہر 4 ہزار درہم مقرر کر کے ادا بھی کر دیا اور یہ خبر لکھ کر رسول اللہ ﷺ کو بھیج دی تو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا)

مہر کے حوالہ سے ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ لکھتے ہیں کہ:

"وتسن تسمیۃ المھر فی العقد لا نہ لم یخل نکا حاعنہ"[38]

(گویا یہ بات سنت ہے کہ نکاح میں مہر ہو گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نکاح اس سے خالی نہ تھا)

مہر فقہ کی روشنی میں:

فقہاء کے مابین مہر کی حیثیت متعین کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے، کچھ فقہاء کے نزدیک مہر عورت سے جسمانی استمتاع کا بدل نہیں ہے بلکہ ایک ایسا فرض ہے جس کے ذریعے عورت سے عزت و شرف کا اظہار کیا جاتا ہے، جبکہ بعض فقہاء کے ہاں مہر عضو کا بدل ہے ان کے ہاں مہر کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے بیع میں قیمت کی حیثیت ہوتی ہے۔

فقہاء کا ایک گروہ مہر کو جسمانی لذت کا عوض ماننے کی بجائے تحفہ اور فرض قرار دیتا ہے، اور عوض سے زیادہ وسیع تر مفہوم مراد لیتا ہے۔

ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں کہ:

"الزوج لا یملک بدلہ شیئاً لان البضع فی ملك المراۃ بعد النکاح کھو قبلہ "[39]

---

[37] امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی۔ سنن ابی داؤد۔ دار الفکر، بیروت 1414ھ، کتاب النکاح، باب الصداق، رقم الحدیث 2108، حکم الحدیث: ضعیف

Imām Abū Dā'ūd, Sulaymān bin Ashʿath al-Sijistānī. Sunan Abī Dā'ūd. Bayrūt: Dār al-Fikr, 1414H, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Ṣadāq, Ḥadīth No. 2108, Ḥukm al-Ḥadīth: Ḍaʿīf.

[38] وہبہ الزحیلی۔ الفقہ الاسلامیہ وادلتہ۔ دار الفکر، دمشق، ج:7، ص:6860

Wahbah al-Zuḥaylī. Al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuhū. Dimashq: Dār al-Fikr, Vol. 7, p. 6860.

[39] جصاص، ابو بکر احمد بن علی الرازی۔ احکام القرآن۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:2، ص:148

(عورت کی شرمگاہ نکاح ہونے سے شوہر کی ملک نہیں بن جاتی بلکہ وہ اسی عورت کی ملک ہوتی ہے جیسے نکاح سے پہلے تھی)

مرغینانیؒ صاحب رقم طراز ہیں کہ:

"المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل"[40]

(مہر شرعاً واجب ہے اس لیے کہ محل نکاح کے شرف کا اظہار ہو)

ابن رشدؒ لکھتے ہیں کہ:

" انه لا يجوز التراضي على اسقاطه"[41]

(یعنی فریقین اس کو باہمی رضامندی سے ساقط نہیں کر سکتے)

علامہ کاسانیؒ اس حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

ملک نکاح فی نفسہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس سے کچھ اور مقاصد حاصل کرنا مقصد ہے، جن مقاصد کا حصول دوام نکاح سے ممکن ہے اور دوام نکاح کا حصول ہو گا نفس عقد کے ساتھ مہر واجب ہونے سے، کیوں کہ خاوند اور بیوی کے آپس میں اختلافات پیداء ہونے کا امکان ہے، جن کی بناء پر خاوند بیوی کو طلاق دینے کے لئے آمادہ ہو سکتا ہے، اگر نفس عقد سے مہر واجب نہ ہو تو خاوند معمولی سی ناراضگی پر تعلق توڑ دینے کی پرواہ نہیں کرے گا، کیوں کہ مہر لازم نہ ہونے کی وجہ سے خاوند پر کچھ شاق نہیں گزرے گا، تو پھر ایسا کرنے سے نکاح سے مقاصد مطلوبہ کا حصول ممکن نہیں رہے گا، نیز اس لیے کہ نکاح کے مصالح اور مقاصد زوجین کے درمیان موافقت سے حاصل ہوتے ہیں اور موافقت تب ہو گی جب بیوی خاوند کی نظروں میں معزز و مکرم ہو اور دل میں اس کی قدر ہو، اور قدر تب ہو گی جب اس کے حصول کے لیے خاوند کو خاطر خواہ مال خرچ کرنا پڑا ہو، کیوں کہ جس چیز کا حصول مشکل ہو اس کی قدر زیادہ ہوتی ہے، اس لیے نکاح میں مہر ہونا ضروری ہے

Al-Jaṣṣāṣ, Abū Bakr Aḥmad bin ʿAlī al-Rāzī. Aḥkām al-Qurʾān. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Vol. 2, p. 148.

[40] مرغینانی، برہان الدین۔ ہدایہ۔ مطبع مصطفی البابی الحلبی، مصر، ج:1، ص:148

Marghīnānī, Burhān al-Dīn. Al-Hidāyah. Miṣr: Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, Vol. 1, p. 148.

[41] ابن رشد، محمد بن احمد، محمد بن احمد بن رشد، القرطبی۔ بدایۃ المجتهد ونهاية المقتصد۔ کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص:449

Ibn Rushd, Muḥammad bin Aḥmad. Bidāyat al-Mujtahid wa-Nihāyat al-Muqtaṣid. Karāchī: Qadīmī Kutub Khānah, p. 449.

لہذا مہر منفعت کا بدلہ ہی نہیں بلکہ نفس عقد بھی اس کا سبب ہے، بعض صورتوں میں مثلاً قبل از رخصتی طلاق دینے کی صورت میں، اگر مہر مقرر ہے تو بدون حصول منفعت بھی مہر کے نصف کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔[42]

بنیادی طور پر مہر کی حیثیت ایک لازمی ہدیہ کی ہے نہ کہ معاوضہ کی اس حقیقت کا ثبوت خود شرع میں موجود ہے، قیمت اور معاوضہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں صاحب معاملہ اپنی مرضی سے ساقط کر دینے کا پورا اختیار رکھتا ہے لیکن مہر کو ساقط ٹھرا دینے کا اختیار خود عورت کو بھی نہیں ہے اور جو نکاح مہر نہ دینے کی شرط کے ساتھ کیا جائے وہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہ ہو گا۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ عقد نکاح کی نوعیت معاملہ بیع سے اور مہر کی حیثیت زر ثمن سے جوہری طور پر مختلف ہے۔[43] دریابادیؒ صاحب نے بہت وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ صداق یا مہر شریعت اسلامی میں بیوی کی وہ قیمت نہیں جو شوہر اس کے اولیاء کو دے کر ان سے بیوی حاصل کرتا ہے، بلکہ مہر بطور ایک نذرانہ کے لیے جو شوہر بغرض اکرام و اعزاز براہ راست بیوی کو پیش کرنا اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے۔[44] جو فقہاء مہر کو تحفہ وعطیہ مانتے ہیں، ان کا استدلال" واتو النساء صدقا تهن نحلة "آیت سے ہے، ان کا ماننا ہے کہ "نحلہ" کا لغوی معنی "العطية الخالية من العوض"[45] (ایسا عطیہ جو کسی قسم کے عوض سے خالی ہو)

شرح عنایہ میں مہر کی تعریف ان الفاظ میں لکھی ہے کہ:

"هو المال الذى يجب فى عقد النكاح على الزوج فى مقابلة منافع البضع امابالتسمية او بالعقد"[46]

فقہ مالکیہ میں مہر بیوی سے استمتاع کا عوض ہے۔

---

[42] کاسانی، ابو بکر علاؤالدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ مرکز تحقیق سنگھ دیال لائبریری، لاہور، ج:2، ص:728
Kāsānī, Abū Bakr ʻAlā’ al-Dīn. Badā’i‘ al-Ṣanā’i‘ fī Tartīb al-Sharā’i‘. Markaz Taḥqīq Singh Diyāl Lā’ibbrarī, Lahore, Vol. 2, p. 728.

[43] اصلاحی، صدرالدین۔ اسلام میں نکاح کے قوانین۔ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ص:93
Iṣlāḥī, Ṣadr al-Dīn. Islām meñ Nikāḥ ke Qawānīn. Islāmic Publications, Lahore, p. 93.

[44] مولانا عبد الماجد، دریابادی۔ تفسیر ماجدی۔ ج:1، ص:293
Maulānā ʻAbd al-Mājid, Daryābādī. Tafsīr-e-Mājidī. Vol. 1, p. 293.

[45] ابن العربی۔ احکام القرآن۔ ج:1، ص:132
Ibn al-ʻArabī. Aḥkām al-Qur’ān. Vol. 1, p. 132.

[46] اکمل الدین، محمد بن محمود۔ شرح العنایہ بھامش فتح القدیر۔ مطبع مصفی محمد، مصر، ج:2، ص:434
Akmal al-Dīn, Muḥammad bin Maḥmūd. Sharḥ al-ʻInāyah bi-Hāshiyah Fatḥ al-Qadīr. Maṭbaʻ Muṣṭafā Muḥammad, Miṣr, 1930, Vol. 2, p. 434.

"بانہ ما یجعل للزوجۃ فی نظیر الاستمتاع بھا"[47]

فقہ حنبلیہ میں بھی مہر کو عوض بتلایا گیا ہے۔

"بانہ العوض فی النکاح"[48]

جو فقہاء مہر کو جسمانی منفعت کا بدل قرار دیتے ہیں وہ درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں ارشاد ربانی ہے کہ:

"فاتوھن اجورھن فریضۃ"[49] (پس تم ان کے مقرر کردہ حق مہر دے دو)

مذکور آیت میں مہر شرم گاہ کا بدل ہونے کی دلیل ہے اس وجہ سے کہ جو چیز منفعت کے مقابل ہو اسے ہی اجر کہا جاتا ہے۔[50]

مہر کی تحدید:

مقدارِ مہر کے حوالہ سے دو سوال سامنے آتے ہیں۔

- مہر کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر ہے؟
- مہر کی کم سے کم مقدار کیا ہے؟

مقدار مہر زیادہ ہونے کی حیثیت: جہاں تک مہر کی زیادہ مقدار کا تعلق ہے تو کتاب وسنت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کی کوئی حد مقرر نہیں کتاب اللہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احداھن قنطاراً فلاتا خذوامنہ شیا"[51]

(اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ کرلو تو اگرچہ تم (پہلی بیوی) اس کو ڈھیر مال ہی کیوں نہ دے چکے ہو اس سے کچھ واپس نہ لو)

---

[47] ایضاً

[48] ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبۃ الریاض الحدیثیہ، الریاض، ج:6، ص:681
Ibn Qudāmah, Abū Muḥammad ʻAbd Allāh bin Aḥmad. al-Mughnī. Maktabah al-Riyāḍ al-Ḥadīthiyyah, Riyāḍ, 1968, Vol. 6, p. 681.

[49] النساء،4:24
Al-Nisā', 4:24.

[50] العینی، ابو محمد، محمود بن احمد۔ العنایہ فی شرح الھدایہ۔ دار الفکر، المکتبۃ التجارۃ مکہ مکرمہ 1411ھ، ج:4، ص:648
Al-ʻAynī, Abū Muḥammad, Maḥmūd bin Aḥmad. al-ʻInāyah fī Sharḥ al-Hidāyah. Dār al-Fikr, al-Maktabah al-Tijārīyah, Makkah Mukarramah, 1411H (1991), Vol. 4, p. 648.

[51] النساء،4:20
Al-Nisā', 4:20.

ایسے ہی "ان تبتغوا باموالکم"[52] میں مطلق مال کا ذکر کیا گیا ہے یعنی متعین مقدار نہیں بتائی گئی۔

نبی مہربان ﷺ کی سنت سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ بعض بیویوں کا مہر زیادہ اور بعض کا کم تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہر کی حد مقرر کرنے کا ارادہ فرمایا تو مجمع میں موجود ایک خاتون نے قرآنی آیت "اتیتم احداھن قنطارا" کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ کو حق حاصل نہیں کہ آپ تحدید فرمائیں، تو آپ فرمانے لگے کہ:

"کل احد افقہ من عمر مرتین اوثلاثا-------------"[53]

(دو یا تین مرتبہ کہا ہر کوئی عمر سے زیادہ فقیہ ہے پھر منبر کی طرف گئے اور لوگوں کو کہا میں نے تم کو مہر بڑھانے سے منع کیا تھا، لہذا ہر بندہ جو اس کو سمجھ ہو اس کے مطابق ادا کرے)

مہر کے حوالہ سے اگر امیر المؤمنین عمر فاروق کا اپنا عمل دیکھا جائے تو ان نے زیادہ مہر ادا کیا تھا۔

"وروی ابو حفص با سنادہ ان عمر اصدق ام کلثوم ابنۃ علی اربعین الفا"[54]

(ابو حفص اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا) پیارے حبیب ﷺ نے کم خرچ والی شادی کو باعث برکت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤونۃ"[55]

(شادی کی س سے بڑی نعمت آسان رزق ہے)

زیادہ مہر مقرر کرنے کی اجازت کے ساتھ ساتھ ایسا کرنا ناپسند سمجھا گیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"الزمو النساء الرجال ولا تغالوا في المھور"[56]

---

[52] النساء،4:24   Al-Nisā', 4:24.

[53] سنن بیہقی۔ج:7،ص:233،رقم الحدیث:14114
Sunan al-Bayhaqī. 1994, Vol. 7, p. 233, Ḥadīth No. 14114.

[54] ابن قدامہ۔المغنی۔ج:6،ص:681
Ibn Qudāmah. al-Mughnī. 1968, Vol. 6, p. 681.

[55] امام، احمد بن حنبلؒ۔مسند احمد بن حنبل۔بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ 2001ء، مسند الصدیقہ، عائشہ بنت الصدیق، رقم الحدیث:24529
Ahmad bin Hanbal, Imam. Musnad Ahmad bin Hanbal. Beirut: Mu'assasat al-Risalah. Musnad al-Siddiqa, Aisha bint al-Siddiq, 2001. Hadith No. 24529.

[56] ابن تیمیہ۔مجموع فتاوی ابن تیمیہ۔المکتبۃ الاسلامیہ، کتاب النکاح، باب الصداق، مسالۃ تخفیف الصداق، ج:32، ص:192

(عورتوں کو مردوں کے پلے باندھنے کی کوشش کرو اور مہر میں حد سے نہ بڑھو)

مہر زیادہ کی حد بندی نہ ہونے پر کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ علامہ ابن رشدؒ لکھتے ہیں کہ:

" اما قدره فانهم اتفقوا على انه ليس لاكثره حد"[57]

(جہاں تک مقدار مہر کا تعلق ہے پس سب فقہا کا اتفاق ہے کہ زیادہ مہر کی کوئی حد نہیں)

"ليس للمهر حد اقصى بالاتفاق"[58]

(مہر زیادہ کے لئے حد بندی مقرر نہیں اس پر اتفاق ہے)

مقدار مہر کم ہونے کی حیثیت: مہر کی مقدار کم از کم ہونے میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، ایک گروہ کا کہنا ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار متعین نہیں ہے، جبکہ دوسرے گروہ کا ماننا ہے کہ کم از کم مہر کی مقدار متعین ہے۔

عدم تحدید مقدارِ مہر کے قائلین:

اس نقطہ نگاہ کے حامل لوگ، امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعی، امام اسحاق، امام ابو ثور اور فقہاء مدینہ وغیرہ ہیں۔

" ان الصداق غير مقدر لا اقله ولا اكثر بل كل ما كان مالا جاز ان يكون صداقا"[59]

(بلاشبہ مہر کی زیادہ یا کم مقدار کا تعین نہیں، بلکہ ہر وہ چیز مہر میں دی جاسکتی ہے جو بطور مال استعمال ہو سکتی ہے اس نقطہ نگاہ کے حامل لوگ قرآن کے الفاظ "ان تبتغوا باموالکم" میں مال کا ذکر مطلق سے استدلال کرتے ہیں ہے

ڈاکٹر وہبہ زہیلیؒ کہتے ہیں کہ:

Ibn Taymiyyah. Majmu' Fatawa Ibn Taymiyyah. Al-Maktabah al-Islamiyyah. Kitab al-Nikah, Bab al-Sadaq, Mas'alah Takhfif al-Sadaq, Vol. 32, p. 192.

57 ابن رشد، محمد بن احمد، محمد بن احمد بن رشد، القرطبی۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد۔ کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص:449

Ibn Rushd, Muhammad bin Ahmad. Bidayat al-Mujtahid wa Nihayat al-Muqtasid. Karachi: Qadimi Kutub Khana. p. 449.

58 القوانین الفقہیہ، ص:202

Al-Qawanin al-Fiqhiyyah. p. 202.

59 ابن قدامہ۔ المغنی۔ ج:6، ص:680

Ibn Qudamah. n.d. Al-Mughni. Vol. 6, p. 680.

" فلم يقدره الشرع فيعمل به على اطلاقه "[60]

(شریعت نے مال مطلق کا ذکر کیا ہے، لہذا اس کے اطلاق پر ہی عمل کیا جائے گا)

نیز درج ذیل روایات سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

" التمس ولو خاتما من حديد"[61]

(تلاش کر خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو)

"ان امرءة من بنى فزارة تزوجت على نعلين فقال رسول الله ﷺ ارضيت من نفسک و مالک بنعلين؟ قالت نعم قال فجازه"[62]

ایسے ہی بنی فزارہ کی خاتون جس نے نعلین (دو جوتے) پر شادی کر لی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نعلین کے عوض راضی ہے تو اس نے کہا ہاں تو آپ ﷺ نے اس شادی کو جائز قرار دیا)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"من اعطى في صداق امراة ملء كفيه سويقا او تمرا فقد استحل"[63]

(جس نے عورت کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا کھجوریں دیں اس نے عورت کو اپنے اوپر حلال کر لیا)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

---

[60] وحبہ الزحیلی۔ الفقہ الاسلامیہ وادلہ۔ دالفکر، دمشق، ج:9، ص:65
Wahbah al-Zuhaili. 1985. Al-Fiqh al-Islami wa Adillatuhu. Damascus: Dar al-Fikr. Vol. 9, p. 65.

[61] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجعفی۔ الجامع الصحیح۔ دار طوق النجاۃ 1422ھ، کتاب النکاح، باب السلطان ولی، رقم الحدیث:5135
Al-Bukhari, Muhammad bin Isma‘il al-Ju‘fi. 1422 AH (2001 CE). Al-Jami‘ al-Sahih. Beirut: Dar Tuq al-Najat. Kitab al-Nikah, Bab al-Sultan Wali, Hadith No. 5135.

[62] ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی۔ سنن ترمذی۔ ابواب النکاح عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی مہور النساء، رقم الحدیث:1113 بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1998
Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad bin ʿĪsā. Sunan al-Tirmidhī. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998. Abwāb al-Nikāḥ ʿan Rasūl Allāh ﷺ, Bāb Mā Jā’a fī Maḥūr al-Nisā’, Ḥadīth No. 1113.

[63] امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی۔ سنن ابی داؤد۔ دار الفکر، بیروت 1414ھ، کتاب النکاح، باب قلۃ المہر، رقم الحدیث 2110
Imām Abū Dāwūd, Sulaymān bin Ash‘ath al-Sijistānī. Sunan Abī Dāwūd. Beirut: Dār al-Fikr, 1414 AH / 1994 CE. Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Qillat al-Mahr, Ḥadīth No. 2110.

"ادوا العلائق قالوا وما العلائق قال ما تراضى عليه الاهلون "[64]

(مہر ادا کرو پوچھا کہ اے اللہ کے رسول مہر کیا ہے فرمایا جس پر گھر والے اور بیویاں راضی ہو جائیں)

اسی مفہوم سے ملتی جلتی دیگر احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔

مقدار تحدید مہر کے قائلین:

ایسے فقہاء جو تحدید مہر کے قائل ہیں ان میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، ابن شبرم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔[65] امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم از کم مقدار مہر پانچ درہم، دس درہم یا چالیس درہم ہیں۔[66] ان کا استدلال اس روایت سے ہے کہ "لا مھر اقل من عشرة دراھم"[67] (مہر دس درھم سے کم نہیں ہے)۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دینار کا چوتھا حصہ، یا تین درہم، یا پھر ان کے وزن کے برابر چاندی کو مہر کی کم از کم مقدارِ مہر قرار دیا ہے۔[68]

تعین کے لحاظ سے مہر کی اقسام:

مہر کے تعین کے لحاظ سے اقسام کا ذکر کرتے ہوئے علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں کہ:"المھر عند الفقهاء نوعان مھر مسمى ومھر المثل "[69] (فقہاء کے نزدیک مہر کی دو اقسام "مہر مسمی" اور "مہر مثل" ہیں)

(الف) مہر مسمی کی تعریف: "فھو ماسمي في العقداء أو بعده بالتراضي "[70] (مہر مسمی سے مراد ایسا مہر ہے جو نکاح کے وقت متعین ہو یا بعد میں خاوند اور بیوی کی رضامندی سے طے پا جائے)

---

[64] جصاص، ابو بکر، احمد بن علی الرازی۔ تفسیر الکبیر۔ ج:2، ص:178
Al-Jaṣṣāṣ, Abū Bakr Aḥmad bin ʿAlī al-Rāzī. Tafsīr al-Kabīr. n.d. Vol. 2, p. 178.

[65] ابن قدامہ۔ المغنی۔ ج:6، ص:680

[66] ابن رشد، محمد بن احمد، محمد بن احمد بن رشد، القرطبی۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد۔ کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص:449
Ibn Rushd, Muḥammad bin Aḥmad. Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtaṣid. Karachi: Qadīmī Kutub Khāna, n.d. p. 449.

[67] وہبہ زحیلی۔ الفقہ الاسلامیہ وادلتہ۔ ج:9، ص:64
Wahbah al-Zuḥaylī. Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu. 1985. Vol. 9, p. 64.

[68] ابن رشد، محمد بن احمد، محمد بن احمد بن رشد، القرطبی۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد۔ کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص:449
Ibn Rushd, Muḥammad bin Aḥmad. Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtaṣid. Karachi: Qadīmī Kutub Khāna, n.d. p. 449.

[69] کاسانی، ابو بکر، علاؤالدین۔ بدائع الصنائع۔ ج:2، ص:273
Al-Kāsānī, Abū Bakr ʿAlāʾ al-Dīn. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ. n.d. Vol. 2, p. 273.

[70] وہبہ زحیلی۔ الفقہ الاسلامیہ وادلتہ۔ ج:9، ص:67

علامہ جصاص رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ " التسمية الموجودة في العقد"[71] یعنی ایسا مہر جو عقد (باقاعدہ نکاح) سے واجب ہوتا ہے)

مہر عقد نکاح کے وقت، ایسے ہی بعد از نکاح بھی متعین کیا جا سکتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم"[72]

(اور تم مہر مقرر کر چکے ہو تو اس مقرر کردہ مہر کا نصف ادا کرنا لازم ہوگا)

آیت مذکور میں ایک بات تو یہ ہے کہ یہ ایسی مطلقہ عورت کے متعلق ہے جس کو دخول سے قبل طلاق دی گئی ہے، دوسرا لفظ "فرضتم" سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مہر کا تعین کیا جا چکا ہے۔ مہر کے تعین کے بغیر بھی نکاح کیا جا سکتا ہے، ارشاد ربانی ہے کہ:

"لا جناح عليكم ان طلقتم النساء مالم تمسوهن او تفرضو لهن فريضة"[73]

(تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے کہ اگر تم عورتوں کو صحبت سے قبل یا مہر مقرر کرنے سے قبل طلاق دو)

مذکور آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر مقرر کئے بغیر خاوند بیوی کو طلاق دے سکتا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عقد نکاح میں مہر مقرر نہیں کیا گیا۔

(ب) مہر مثل کی تعریف: اگر بوقت عقد کچھ طے نہ ہو تو اسے مہر مثل کہتے ہیں۔[74] علامہ ابو بکر جصاصؒ اس حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

" ان العقد اذا خلا من التسمية يوجب مهر المثل "[75]

(بلاشبہ ایسا نکاح جو مہر کے ذکر سے خالی ہو تو اس میں مہر مثل واجب ہوگا)

Wahbah al-Zuḥaylī. Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu. 1985. Vol. 9, p. 67.

[71] جصاص، ابو بکر، احمد بن علی۔ احکام القرآن۔ ج:2، ص:196
Al-Jaṣṣāṣ, Abū Bakr Aḥmad bin ʿAlī. Aḥkām al-Qur'ān. n.d. Vol. 2, p. 196.

[72] بقرہ، 2:237 al-Baqarah 2:237.

[73] بقرہ، 2:236 al-Baqarah 2:236.

[74] الجزیری، عبد الرحمن۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ مترجم، منظور احسن عباسی، علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور، 1981ء، ج:4، ص:199
Al-Jazīrī, ʿAbd al-Raḥmān. Kitāb al-Fiqh ʿalā al-Madhāhib al-Arbaʿah. Translated by Manẓūr Aḥsan ʿAbbāsī. Lahore: ʿUlamā Academy, Punjab Auqāf Department, 1981. Vol. 4, p. 199.

[75] جصاص، ابو بکر، احمد بن علی۔ احکام القرآن۔ ج:2، ص:197
Al-Jaṣṣāṣ, Abū Bakr Aḥmad bin ʿAlī. Aḥkām al-Qur'ān. n.d. Vol. 2, p. 197.

مہر مثل اس مہر کو کہتے ہیں جو مہر عورت کے خاندان میں سے کسی عورت کے مہر کے مثل مقرر ہو۔[76]

اگر نکاح کے وقت فریقین نے مہر مقرر نہ کیا ہو تو بعد از نکاح بھی مقرر کیا جاسکتا ہے جیساکے روایت میں آتا ہے کہ:

" في رجل تزوج امرأة فمات عنها، ولم يدخل بها، ولم يفرض لها الصداق فقال لها الصداق كا ملا و عليها العدة ولها الميراث فقال معقل بن سنان سمعت رسول الله قضى به في بروع بنت واشق"[77]

(روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور مر گیا عورت سے ہم بستری کی نہ مہر طے کیا، ابن مسعودؓ نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ عورت کے لیے پورا مہر ہے اس پر عدت بھی ہے اور وراثت میں سے حصہ بھی لے گی، معقل بن سنانؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو بروع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ فرماتے ہوئے سنا تھا)۔ فقہائے احناف کا مہر مثل کے بارے موقف یہ ہے کہ، یہ وہ مہر ہے جو عقد کے وقت عورت کے باپ کی جانب سے خواتین، مثلاً بہن، پھوپھی یا چچازاد کے مہر کو مد نظر رکھتے ہوئے دیا جائے یا عورت کے شہر اور زمانے کے رواج کے پیش نظر دیا جائے۔[78] تمام فقہاء کے نزدیک مہر مثل کے تعین کے لیے دین" مال، خوبصورتی عقل، ادب، عمر، کنواری یا شادی شدہ ہونا، شہر کے رواج اور حسب و نسب تمام باتوں کا اعتبار کیا جائے گا۔[79]

ابن الہامؒ لکھتے ہیں کہ: مہر مثل کے تعین میں ان عورتوں کے شوہروں کے حسب اور مال کو بھی دیکھا جائے گا۔[80] البتہ اگر خواتین میں کچھ ذاتی اوصاف ہوں تو ان کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

اقسام مہر مسمی: مہر مسمی کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ مہر معجل 2۔ مہر موجل

مہر معجل و موجل کا مفہوم: معجل لفظ "عجلت" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب جلدی کا ہے، لہذا مہر معجل کا اطلاق ایسے مہر پر ہو گا جو فی الفور ادا کیا جائے اور موجل لفظ "اجل" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب مہلت ہے، لہذا مہر موجل کا اطلاق ایسے مہر پر ہو گا جو مہلت (تاخیر) سے ادا کیا جائے۔

---

[76] ڈاکٹر، تنزیل الرحمن۔ مجموعہ قوانین اسلام۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ج:1، ص:282
Dr. Tanzīl al-Raḥmān. Majmūʿah Qawānīn al-Islām. Islamabad: Idārah Taḥqīqāt Islāmī, n.d. Vol. 1, p. 282.

[77] امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی۔ سنن ابي داود۔ دار الفکر، بیروت 1414ھ، کتاب النکاح، باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا حتی مات، رقم الحدیث 2114

[78] وہبہ زحیلی۔ الفقہ الاسلامیہ وادلہ۔ ج:7، ص:75
Wahbah al-Zuḥaylī. Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu. 1985. Vol. 7, p. 75.

[79] ایضاً

[80] ابن الہام، کمال الدین محمد۔ شرح فتح القدیر۔ مطبع مصطفی محمد، مصر، ج:2، ص:471
Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad. Sharḥ Fatḥ al-Qadīr. Cairo: Maṭbaʿ Muṣṭafā Muḥammad, n.d. Vol. 2, p. 471.

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

" ویجوز ان یکون الصداق معجلاوموجلاوبعضه معجلاوبعضه موجلا "[81]

(مہر معجل یا موجل ہو، بعض حصہ معجل اور بعض حصہ موجل ہو تو ایسا جائز ہے)

مہر معجل کی ادائیگی فوری لازم ہوتی ہے ،بصورت دیگر بیوی شوہر کو استمتاع سے منع کر سکتی ہے جیسا کے "ہدایہ" میں لکھا ہے کہ:

"وللمراة ان تمنع نفسها حتی تاخذالمهر"[82]

(عورت مہر وصول کرنے سے قبل شوہر کو اپنے نفس سے روک سکتی ہے)

مہر موجل بھی ہو سکتا ہے، مہر ایک دین (قرض) جو شوہر کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے، اس حوالہ سے علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: "نحلة" جیسا کہ عطیہ کے معنی میں آتا ہے ایسے ہی "دین" (قرض) کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے "ما نحلتک ؟یعنی تمہارا دین کیا ہے تو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ عورتوں کے مہر کو" دین "(قرض) سمجھ کر ادا کرو۔[83] لہذا عقد سے مہر واجب ہو کر خاوند کے ذمہ " دین "(قرض) ہو گیا ہے۔[84] اب اگر عورت چاہے تو قرض وصولی کے لئے مرد کو مہلت دے لیکن یہ تاخیر دو باتوں کے ساتھ مشروط ہو۔

اولاً: مدت معلوم ہو، اگر مدت مجہول (موت یا جدائی) کی صورت میں ہو تو نا جائز ہے۔

ثانیاً: زیادہ سے زیادہ معینہ مدت 50 سال ہو اس سے زائد نہ ہو۔[85]

اس موقف کی حمایت کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ:

آج کل مہر موجل کا مفہوم یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ بوقت نکاح ہزاروں لاکھوں کی دستاویز یہ سمجھ کر لکھ دی جاتی ہیں، کہ کون لیتا ہے کون دیتا ہے، گویا ابتداء سے ہی ادا نہ کرنے کی نیت ہوتی ہے، جبکہ اس نیت کے ساتھ کیا

---

81 ابن قدامہ۔ المغنی۔ج:6،ص:693
Ibn Qudāmah. Al-Mughnī. Cairo: Maṭbaʿah al-Saʿādah, 1968. Vol. 6, p. 693.

82 مرغینانی، برہان الدین۔ الہدایہ۔
Al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn. Al-Hidāyah. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2000.

83 کاسانی، ابو بکر، علاؤالدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ج:2،ص:729
Al-Kāsānī, Abū Bakr ʿAlāʾ al-Dīn. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1986. Vol. 2, p. 729.

84 ایضاً

85 وہبہ زحیلی۔ الفقہ الاسلامیہ وادلہ۔ج:9،ص:89
Wahbah al-Zuḥaylī. Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu. Damascus: Dār al-Fikr, 1985. Vol. 9, p. 89.

گیا نکاح، اللہ کے ہاں فاسد ٹھرتا ہے، حقیقی مہر موجل وہ ہے جس میں واضح طور پر مدت کا تعین کیا گیا ہو کہ مرد اتنی مدت میں اسے ادا کرے گا اور جس مہر کی قرار داد میں مدت کا تعین نہ ہو وہ عند الطلب کی حیثیت رکھتا ہے، مجھے ان فقہاء سے سخت اختلاف ہے جو ایسے مہر کو شوہر کی وفات کے بعد واجب الادا بناتے ہیں، گویا نکاح تو شوہر کرے اور مہر اس کے ورثاء پر عائد ہو۔ یہ چیز آیات قرآنی کی روح سے متصادم ہے، اور اس فتوے کے لئے قرآن وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔[86]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار مہر کی اقسام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مہر کی 3 اقسام ہیں:

پہلی قسم: مہر معجل یعنی ایسا مہر جو عورت کو پیشگی ادا کیا جائے، یا پیشگی دیا جانا طے ہو جائے، تو ایسی صورت میں عورت کو اختیار ہے کہ جب تک مہر ادا نہ کر دیا جائے مرد کو استمتاع سے روک سکتی ہے، اور اس دورنیہ میں نان ونفقہ بذمہ مرد ہو گا۔

دوسری قسم: مہر موجل جس کی ادائیگی کی ایک میعاد مقرر کی جائے، مثلا ایک سال، دو سال یا چار سال وغیرہ، ایسا مہر واجب الادا ہوتا ہے۔

تیسری قسم: مہر مؤخر، اس سے مراد ایسا مہر ہے جو بوقت طلب ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔[87]

مہر موخر کے، متعلق یہ بات توجہ طلب ہے کہ کیا ہمارے معاشرے میں اس مہر کی ادائیگی اختلاف کے بغیر کوئی عملی صورت میں ممکن ہے، کیا مہر طلبی سے خاوند کے دل میں عورت کے لئے عزت و محبت باقی رہے گی، غالب امکان یہی ہے کہ مہر کے طلب پر نااتفاقی اور اختلاف کا سبب بن جائے، نتیجتاً عورت اپنے حق طلب کرنے کی بجائے خاموشی سے کام لیتے ہوئے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے گی۔

ملکی کرنسی کے لحاظ سے کم از کم مقدار مہر:

مہر کی درست مقدار معلوم کرنے کے لئے لازم ہے کہ درہم کا وزن رائج الوقت اعشاری نظام کے مطابق معلوم ہو، چونکہ درہم کا وزن ہر زمانہ و دور میں ایک ہونے کی بجائے کم و بیش ہوتا رہا ہے, مصر کے بنک الناصر کی زکوۃ کمیٹی کی طرف سے جو کتابچہ شائع کیا گیا اس میں مثقال اور دینار کو4.46 گرام کے مساوی قرار دیا گیا۔ اور سید سابقؒ نے فقہ السنہ میں 20 دینار اٹھائیس مصری درہم کے برابر لکھے ہیں اور احادیث میں جس درھم کا ذکر ہوا ہے اس کا وزن 4.374 گرام بنتا ہے۔[88]

---

[86] مودودی، ابو الاعلی۔ حقوق الزوجین۔ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ص:32
Abū Aʿlā Maudūdī. Ḥuqūq al-Zawjayn. Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur'ān, 1976. p. 32.

[87] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ج:21، ص:888
Urdu Dā'irah Maʿārif Islāmiyyah. Lahore: University of the Punjab, 1993. Vol. 21, p. 888.

[88] محمد عطیہ خمیس، فقہ النساء۔ ادارہ معارف اسلامیہ۔ لاہور، ص:447

گویا احناف کے مطابق کم از کم مقدار مہر 10 درہم، جو 30 گرام چاندی ہو گی اور مالکیہ کے مطابق 1.0935 گرام سونا، یا پھر 3 درہم ، جو 9.1854 تقریباً 10 گرام چاندی ہو گی۔

بر صغیر میں شرعی مہر کی حیثیت:

نہایت افسوس کی بات ہے کہ دور حاضر میں شادی جو نہ کہ صرف معاشرتی معاہدہ ہے بلکہ مذہبی حیثیت بھی رکھتا ہے، جس کے احکامات بیان کرتے ہوئے عموماً لفظ اللہ سے ڈرو کے ساتھ اختتام ہوتا ہے، جو آج کل رسومات کی نظر ہو چکا ہے، کپڑے زیور، بناؤ سنگھار کی اشیاء اور ڈھول تماشے پر دل کھول کر مال لٹایا جاتا ہے، لیکن جب ہی مہر کا معاملہ آتا ہے تو لوگ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں، عام طور پر مہر ادا کرنے کا تصور ہی مفقود ہے، دیکھنے میں آتا ہے کہ لڑکی کے اولیاء مہر کا مطالبہ اس قدر زیادہ کر دیتے ہیں جو لڑکے کے بساط میں نہیں ہوتا، یا پھر رسومات پر لاگت ہی اتنی لگا دی جاتی ہے کہ دلہے کے پاس اب مہر دینے کو کچھ نہیں بچ پایا، جس وجہ سے حقیقی مہر اور دکھلاوے کے مہر میں فرق ہوتا ہے، مثال کے طور پر نکاح کی دستاویز پر مہر 5 لاکھ جبکہ حقیقی مہر 5 ہزار ادا کیا جاتا ہے، جو کہ ایسا کرنا غلط ہے۔

امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ایسا مہر جو محض دکھلاوے اور شہرت کے لئے ہو، مہر کا دکھلاوا یا تو قدر مہر میں یا جنس مہر میں ہو گا۔

> اگر دکھلاوا اس قدر مہر میں ہو، مثلاً: مہر در حقیقت تو 2 ہزار طے ہو لیکن مجلس نکاح میں 4 ہزار درہم ظاہر کیا جائے اگر مجلس نکاح میں یہ وضاحت کر دی جائے کہ جو مہر ادا کرنا ہے وہ 2 ہزار درہم ہے باقی کا 2 ہزار محض دکھلاوا ہے تو ٹھیک ورنہ جتنا مہر ظاہر کیا گیا تھا اتنا ہی (4 ہزار درہم) ادا کرنا لازم ہو گا۔ اگر دکھلاوا جنس مہر میں ہو، مثلاً: ویسے تو مہر 1 ہزار درہم طے کیا جائے لیکن مجلس دکھلاوا میں 100 دینار کا کیا جائے، تو مہر وہی ہو گا جس کا مجلس میں اظہار کیا گیا ہو۔[89]

ایک طرف یہ افراط کہ محض نمائش کی غرض سے زیادہ مہر ظاہر کرنا جبکہ دوسری طرف تفریط کا عالم یہ ہے کہ مہر سوا 32 روپے شرعی مہر قرار دینا در حقیقت اس مہر کا شرع سے کوئی لنک نہیں ہے۔

ڈاکٹر فاروقؒ لکھتے ہیں کہ:

Muḥammad ʿAṭiyyah Khamīs. Fiqh al-Nisāʾ. Lahore: Idārah Maʿārif Islāmiyyah, 1998. p. 447.

[89] کاسانی، ابو بکر علاؤالدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ ج:2، ص:751

Al-Kāsānī, Abū Bakr ʿAlāʾ al-Dīn. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1986. Vol. 2, p. 751.

> مہر کے متعلق ہمارا معاشرہ غلط فہمی کا شکار ہے کہ اس کی شرعی مقدار متعین ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے، درحقیقت یہ مقدار اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں علماء نے لوگوں کی سہولت کے بطور تجویز بیان کی تھی، اس زمانہ کی بیان کردہ رقم سوا32 روپے دور حاضر کے لاکھوں روپے کی برابری کرتی ہے کیونکہ اس وقت کے ایک روپے میں 4 تولے سونا آتا تھا۔[90]

لوگوں کے ذہن میں سوابتیس روپے تو بیٹھ گئے، جبکہ اس وقت کی یہ رقم دور حاضر کے سوابتیس روپے کی قدر میں زمین آسمان کا تفاوت ہے، یوں سمجھیں اس وقت کے سوابتیس روپے میں "129" تولے سونا آتا ہے، جس کی مالیت عصر حاضر میں کروڑوں روپے بنتی ہے، جبکہ دور حاضر کے سوابتیس روپے میں ایک وقت کا کھانا بڑی دور کی بات ہے آدھے وقت کا کھانا بھی میسر نہیں آسکتا۔

ادائیگی مہر کے متعلق لوگوں میں ایک غلط طریقہ رواج پاچکا ہے کہ مہر کو لڑکی کا ہاتھ لگوا کر، اس سے پوچھے بناوہ پیسے مسجد میں بھیج دئے جاتے ہیں اور یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ مہر کی ادائیگی ہو گئی ہے، اسلام میں مہر عورت کا حق ہے وہ جیسے چاہے استعمال کرے یا پھر جبر واکراہ کے بغیر طیب نفس سے معاف بھی کر سکتی ہے، مہر معافی کے لئے قرآن میں وارد الفاظ "فان طبن لكم عن شي منه نفساً"[91] (یعنی وہ اگر عورتیں خوش دلی کے ساتھ اپنے مہر کا کوئی حصہ تمہیں دے دیں) سے مفہوم یہی بنتا ہے۔ امام کاسانیؒ لکھتے ہیں کہ:

> کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں، کہ وہ دوسرے کی چیز اجازت لئے بغیر ہبہ کردے، یہی وجہ ہے کہ ولی عورت کے دیگر اموال میں سے کسی کو کچھ بھی ہبہ نہیں کر سکتا، لہذا مہر میں بھی ایسا ہی ہو گا۔[92]

جبر واکراہ کے حوالہ سے مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں کہ:

> مطلب یہ کہ جبر واکراہ اور دباؤ کے ذریعے معافی حاصل کرنا تو کوئی چیز نہیں، اس سے کچھ معاف نہیں ہوتا لیکن اگر وہ بالکل اپنے اختیار اور رضامندی سے کوئی حصہ مہر کا معاف کر دیں یا لینے کے بعد تمہیں واپس کر دیں وہ تمہارے لیے جائز ہے، دور حاضر میں چونکہ خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ مہر ملنے والا نہیں اگر سوال کروں یا معاف نہ کروں تو بد دلی یا بد مزگی پیدا ہو گی، اس لیے بادل ناخواستہ معاف کر دیتی ہیں، اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کسی کا مال اس کی مرضی کے بغیر لینا حلال نہیں اور مہر عورت کا مال

---

[90] ڈاکٹر، محمد فاروق خان۔ اسلام کیا ہے۔ دانش سرا، کراچی، 2000ء، ص:297
Muḥammad Fārūq Khān. Islām Kiyā Hai? Karachi: Dānish Sarā, 2000. p. 297.

[91] النساء
al-Nisāʾ.

[92] کاسانی، ابو بکر علاؤالدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ ج:2، ص:274
Al-Kāsānī, Abū Bakr ʿAlāʾ al-Dīn. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1986. Vol. 2, p. 274.

ہے کہ سورۃ النساء آیت نمبر 4 میں مہر کی ضمیر عورتوں کی طرف لوٹائی گئی ہے فرمایا صدقاتھن (ان عورتوں کے مہر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا بطیب النفس منه"[93] (خبردار ظلم نہ کرو اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال (دوسرے شخص کے لیے) حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو)

طیب کے لغوی معنی یہ ہیں کوئی چیز دل کی خوشی سے دی جائے اس میں نہ کراہت پائی جائے اور نہ ہی جبر ہو۔[94] رب تعالیٰ نے مہر کو عورت کے لیے "نحلہ" یعنی تحفہ قرار دیا ہے، جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر 4 میں بیان ہے۔ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: اس مقام پر معنی مراد لینے میں مختلف اقوال مراد لئے گئے ہیں۔

اول: جیسے دیگر تحائف اور ہدایا دل کی خوشی کے ساتھ دیے جاتے ہیں ایسے ہی مہر بھی طیب نفس کے ساتھ دیا جائے۔

دوم: مہر اللہ کی طرف سے عورتوں کو تحفہ ملا ہے جاہلیت میں مہر اولیاء وصول کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان سے چھین کر عورتوں کو عطا کر دیا ہے۔

سوم: زمانہ جاہلیت میں لوگ وٹے سٹے کا نکاح مہر ادا کئے بغیر کیا کرتے تھے، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرض کر دیا کہ عورتوں کو یہ تحفہ ضرور دیا جائے۔[95]

لہٰذا اگر عورت کی مرضی کے بغیر مہر کو کہیں خرچ کیا جائے تو وہ "نحلہ" نہیں رہے گا۔

---

[93] مفتی، محمد شفیع۔ معارف القرآن۔ دار العلوم، کراچی، ج:2، ص:298
Muftī Muḥammad Shafīʿ. Maʿārif al-Qurʾān. Karachi: Dār al-ʿUlūm, 1991. Vol. 2, p. 298.

[94] ابن منظور الافریقی۔ لسان العرب۔ دار بیروت للطباعۃ والنشر بیروت، ج:1، ص:566
Ibn Manẓūr al-Ifriqī. Lisān al-ʿArab. Beirut: Dār Beirut li al-Ṭibāʿah wa al-Nashr, 1990. Vol. 1, p. 566.

[95] ابن العربی، محمد بن عبد اللہ، ابو بکر بن العربی۔ احکام القران لابن العربی۔ دالکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، ج:1، ص:413
Ibn al-ʿArabī, Muḥammad bin ʿAbd Allāh, Abū Bakr bin al-ʿArabī. Aḥkām al-Qurʾān li Ibn al-ʿArabī. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2003. Vol. 1, p. 413.

کتابیات:

- قرآن کریم
- آلوسی، شہاب الدین۔ روح المعانی۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1994ء۔
- ابن الاثیر، محمد الجزری۔ النہایہ فی غریب الحدیث والاثر۔ قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیہ، 1963ء۔
- ابی الحسین، احمد بن فارس۔ معجم مقاییس اللغۃ۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1979ء۔
- ابن رشد، محمد بن احمد۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد۔ کراچی: قدیمی کتب خانہ، 2001ء۔
- الجزیری، عبد الرحمن۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ مترجم منظور احسن عباسی۔ لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب، 1986ء۔
- الجصاص، ابو بکر احمد بن الرازی۔ احکام القرآن۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1994ء۔
- الرازی، فخر الدین۔ التفسیر الکبیر۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1990ء۔
- اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ لاہور: دانش گاہ پنجاب، 1989ء۔
- اصلاحی، صدر الدین۔ اسلام میں نکاح کے قوانین۔ لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1985ء۔
- ابن العربی، محمد بن عبد اللہ۔ احکام القرآن لابن العربی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء۔
- العینی، محمود بن احمد۔ العنایہ فی شرح الہدایہ۔ مکہ مکرمہ: المکتبۃ التجارتہ، 1991ء۔
- اکمل الدین، محمد بن محمود۔ شرح العنایہ بہامش فتح القدیر۔ مصر: مطبع مصطفی محمد، 1952ء۔
- ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ ریاض: مکتبۃ الریاض الحدیث، 1981ء۔
- القرطبی، محمد بن احمد۔ الجامع لاحکام القرآن۔ قاہرہ: دار الکاتب العربیہ، 1967ء۔
- ابن ملقن۔ البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000ء۔
- ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔ بیروت: دار بیروت، 1985ء۔
- ابن الہمام، کمال الدین محمد۔ شرح فتح القدیر۔ مصر: مطبع مصطفی محمد، 1960ء۔
- ابن تیمیہ۔ مجموع فتاوی ابن تیمیہ۔ بیروت: المکتبۃ الاسلامیہ، 1988ء۔
- ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ۔ بیروت: دار الفکر، 1995ء۔
- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث۔ سنن ابی داؤد۔ بیروت: دار الفکر، 1994ء۔
- امام احمد بن حنبل۔ مسند احمد بن حنبل۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء۔
- بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ مدینہ: دار طوق النجاۃ، 2001ء۔
- بیضاوی، ناصر الدین۔ انوار التنزیل واسرار التأویل۔ مصر: مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، 1971ء۔
- ترمذی، محمد بن عیسی۔ سنن ترمذی۔ بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998ء۔
- حاکم، محمد بن عبد اللہ۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1990ء۔

- دار قطنی، علی بن عمر۔ سنن دار قطنی۔ بیروت: دار المعرفہ، 1966ء۔
- دریابادی، عبد الماجد۔ تفسیر ماجدی۔ کراچی: مجلس نشریات قرآن، 1983ء۔
- ڈاکٹر تنزیل الرحمن۔ مجموعہ قوانین اسلام۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1991ء۔
- ڈاکٹر محمد فاروق خان۔ اسلام کیا ہے۔ کراچی: دانش سرا، 2000ء۔
- زمخشری، محمود بن عمر۔ تفسیر الکشاف۔ بیروت: دار الکتب العربی، 1987ء۔
- سبل الہدی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1992ء۔
- کاسانی، علاؤ الدین۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ لاہور: دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1996ء۔
- لوئس معلوف۔ المنجد۔ بیروت: المکتبۃ الشرقیہ، 1980ء۔
- مفتی محمد شفیع۔ معارف القرآن۔ کراچی: دار العلوم، 1990ء۔
- محمد ظفیر الدین۔ اسلام کا ازدواجی نظام۔ لاہور: طیب پبلشرز، 2003ء۔
- محمد عطیہ خمیس۔ فقہ النساء۔ لاہور: ادارہ معارف اسلامیہ، 1989ء۔
- محمد محی الدین، عبد الحمید۔ احوال الشخصیہ فی الشریعۃ الاسلامیہ۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، 1975ء۔
- مرغینانی، برہان الدین۔ الہدایہ۔ مصر: مطبع مصطفی البابی الحلبی، 1963ء۔
- مودودی، ابو الاعلی۔ حقوق الزوجین۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1998ء۔
- وہبہ الزحیلی۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ۔ دمشق: دار الفکر، 1997ء۔

Bibliography

- Ālūsī, Shahāb al-Dīn. *Rūḥ al-Maʿānī.* Bayrūt: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1994.
- Ibn al-Athīr, Muḥammad al-Jazarī. *Al-Nihāyah fī Gharīb al-Ḥadīth wa al-Āthar.* Qāhirah: Dār Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyyah, 1963.
- Abī al-Ḥusayn, Aḥmad ibn Fāris. *Muʿjam Maqāyīs al-Lughah.* Bayrūt: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1979.
- Ibn Rushd, Muḥammad ibn Aḥmad. *Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtaṣid.* Karāchī: Qadīmī Kutub Khānah, 2001.
- Al-Jazarī, ‘Abd al-Raḥmān. *Kitāb al-Fiqh ‘alā al-Madhāhib al-Arbaʿah.* Tarjumah: Manẓūr Aḥsan ‘Abbāsī. Lāhaur: Maḥkama Awqāf Panjāb, 1986.
- Al-Jaṣṣāṣ, Abū Bakr Aḥmad ibn al-Rāzī. *Aḥkām al-Qur’ān.* Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1994.
- Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn. *Al-Tafsīr al-Kabīr.* Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1990.

- *Urdu Dā’irah Ma‘ārif Islāmiyyah.* Lāhaur: Dānesh Gāh Panjāb, 1989.
- Iṣlāḥī, Ṣadr al-Dīn. *Islām meṅ Nikāḥ ke Qawānīn.* Lāhaur: Islāmik Pablikēshanz, 1985.
- Ibn al-‘Arabī, Muḥammad ibn ‘Abd Allāh. *Aḥkām al-Qur’ān li-Ibn al-‘Arabī.* Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 2003.
- Al-‘Aynī, Maḥmūd ibn Aḥmad. *Al-‘Ināyah fī Sharḥ al-Hidāyah.* Makkah Mukarramah: Al-Maktabah al-Tijāriyyah, 1991.
- Akmal al-Dīn, Muḥammad ibn Maḥmūd. *Sharḥ al-‘Ināyah bihāmish Fatḥ al-Qadīr.* Miṣr: Maṭba‘ah Muṣṭafā Muḥammad, 1952.
- Ibn Qudāmah, ‘Abd Allāh ibn Aḥmad. *Al-Mughnī.* Riyāḍ: Maktabah al-Riyāḍ al-Ḥadīth, 1981.
- Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi‘ li-Aḥkām al-Qur’ān.* Qāhirah: Dār al-Kātib al-‘Arabiyyah, 1967.
- Ibn Mulqin. *Al-Badr al-Munīr fī Takhrīj al-Aḥādīth wa al-Āthār al-Wāqi‘ah fī al-Sharḥ al-Kabīr.* Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 2000.
- Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. *Lisān al-‘Arab.* Bayrūt: Dār Bayrūt, 1985.
- Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad. *Sharḥ Fatḥ al-Qadīr.* Miṣr: Maṭba‘ah Muṣṭafā Muḥammad, 1960.
- Ibn Taymiyyah. *Majmū‘ Fatāwā Ibn Taymiyyah.* Bayrūt: Al-Maktabah al-Islāmiyyah, 1988.
- Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. *Sunan Ibn Mājah.* Bayrūt: Dār al-Fikr, 1995.
- Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ash‘ath. *Sunan Abī Dāwūd.* Bayrūt: Dār al-Fikr, 1994.
- Imām Aḥmad ibn Ḥanbal. *Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal.* Bayrūt: Mu’assasah al-Risālah, 2001.
- Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ.* Madīnah: Dār Ṭawq al-Najāh, 2001.
- Bayḍāwī, Nāṣir al-Dīn. *Anwār al-Tanzīl wa Asrār al-Ta’wīl.* Miṣr: Maṭba‘ah Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1971.
- Tirmidhī, Muḥammad ibn ‘Īsā. *Sunan Tirmidhī.* Bayrūt: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998.

- Ḥākim, Muḥammad ibn ‘Abd Allāh. *Al-Mustadrak ‘alā al-Ṣaḥīḥayn.* Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1990.
- Dāraquṭnī, ‘Alī ibn ‘Umar. *Sunan Dāraquṭnī.* Bayrūt: Dār al-Ma‘rifah, 1966.
- Daryābādī, ‘Abd al-Mājid. *Tafsīr Mājidī.* Karāchī: Majlis Nashriyāt al-Qur’ān, 1983.
- Dr. Tanzīl al-Raḥmān. *Majmū‘ah Qawānīn Islām.* Islāmābād: Idārah Taḥqīqāt Islāmī, 1991.
- Dr. Muḥammad Fārūq Khān. *Islām Kiyā Hai?* Karāchī: Dānesh Sarā, 2000.
- Zamakhsharī, Maḥmūd ibn ‘Umar. *Tafsīr al-Kashshāf.* Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Arabī, 1987.
- *Subul al-Hudā.* Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1992.
- Kāshānī, ‘Alā’ al-Dīn. *Badā’i‘ al-Ṣanā’i‘ fī Tartīb al-Sharā’i‘.* Lāhaur: Diyāl Singh Trust Library, 1996.
- Luwīs Ma‘lūf. *Al-Munjid.* Bayrūt: Al-Maktabah al-Sharqiyyah, 1980.
- Muftī Muḥammad Shafī‘. *Ma‘ārif al-Qur’ān.* Karāchī: Dār al-‘Ulūm, 1990.
- Muḥammad Ẓafīr al-Dīn. *Islām kā Izdawājī Niẓām.* Lāhaur: Ṭayyib Publishers, 2003.
- Muḥammad ‘Aṭiyyah Khamīs. *Fiqh al-Nisā’. *Lāhaur: Idārah Ma‘ārif Islāmiyyah, 1989.
- Muḥammad Muḥyī al-Dīn, ‘Abd al-Ḥamīd. *Aḥwāl al-Shakhṣiyyah fī al-Sharī‘ah al-Islāmiyyah.* Miṣr: Al-Maktabah al-Tijāriyyah al-Kubrā, 1975.
- Marghīnānī, Burhān al-Dīn. *Al-Hidāyah.* Miṣr: Maṭba‘ah Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1963.
- Mawdūdī, Abū al-A‘lā. *Ḥuqūq al-Zawjayn.* Lāhaur: Idārah Tarjumān al-Qur’ān, 1998.
- Wahbah al-Zuḥaylī. *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuh.* Dimashq: Dār al-Fikr, 1997.

Licensing:

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License.